محمد یاسین گنائی پلوامہ

کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں اور کتابوں سے محبت کرنے والوں کے لیے عرض کرتا چلوں..... زیر نظر کتاب "کتابیں جھانکتی ہیں" کا عنوان گلزار کے اس شعر سے لیا گیا ہے:

کتابیں جھانکتی ہیں بند الماری کے شیشوں سے
بڑی حسرت سے تکتی ہیں

کتاب کی ضخامت 188 صفحات اور قیمت 350 روپے ہیں اور ناشر ہم سب کا پسندیدہ ڈاکٹر غلام نبی کمار المعروف جی این کے پبلیکیشنز کشمیر...

کتاب دیدہ زیب، کاغذ عمدہ اور ہر صفحے پر بائیس سطور ہیں. سرسری طور دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ 33 کتابوں کا نچوڑ یا مختلف اصناف پر لکھی گئی کتابوں کا ایک حسین گلدستہ ہے.

ایک طرف ایس معشوق کی تخلیقی صلاحیتوں اور تخلیقات کا علم ہو جاتا ہے کہ یہ تنی سی جان، کتوارا شہزادہ اور ادب کا قدردان چار عدد کتابوں کا مصنف بھی ہے.

1) دبستان کشمیر کے روشن ستارے
2) میں نے دیکھا
3) کوتاہیاں
4) کتابیں جھانکتی ہیں

جن خواتین و حضرات کو ایس معشوق کی ادبی معشوقیت کا مطالعہ کرنا مقصود ہے ل، وہ محض زیر نظر کتاب کے آخر میں ان کی تینوں کتابوں کا تبصرہ پڑھ سکتے ہیں. ڈاکٹر شبنم افشانے" میں نے دیکھا"، ڈاکٹر الطاف حسین یتو نے" دبستان کشمیر کے درخشاں ستارے" اور پروفیسر رفیع الدین انجم نے" کوتاہیاں" کا عمدہ جائزہ پیش کیا ہے.

ڈاکٹر شبنم افشا لکھتی ہیں:
"ایس معشوق نے اپنے گردوپیش میں رونما ہونے والے واقعات کا اثر قبول کر کے اور ان واقعات کا گہرائی سے مشاہدہ کر کے ان پر اپنے تخلیقات کی بنیاد رکھی ہے". (ص:173)

ڈاکٹر رفیع حیدر انجم نے بھی ایس معشوق کے حوالے سے خوبصورت رائے قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

کتاب: کتابیں جھانکتی ہیں
مصنف: ایس معشوق احمد
ناشر: جی این کے پبلیکیشنز کشمیر
قیمت: 350
صفحات: 188
سن اشاعت: 2024.

"مصنف کے انشائیوں میں کفایت لفظی اور اختصار کی جمالیات متاثر کرتی ہے. وہ انشائیہ کو مضمون کے حدود میں داخل ہونے سے بچا لے گئے ہیں جو اس صنف کے تقاضوں سے ان کی آشنائی کو ظاہر کرتا ہے". (ص:186)

زیر نظر کتاب کا دوسرا موڑ معشوق کی تخلیقیت، ادبیت اور انتخاب کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے مختلف مصنفین کی لکھی کتابوں کا جائے زہ پیش کرتے ہوئے اپنی تحریر کا جادو جگایا ہے. حسن انتخاب کی بھی داد دینی پڑے گی کیونکہ

"کتابیں جھانکتی ہیں" میں شعری اور نثری دونوں قسم کی کتابیں قارئین کو متوجہ کرنا چاہتی ہیں. اس کتاب میں مختلف اصناف میں لکھی گئی کتابوں کا جائے زہ پیش کیا گیا ہے.

انشائیہ نگاری میں محمد اسد اللہ کی سیٹ"، کاچو اسفد یار خان کا" پرکالہ گفتار" پر روشنی ڈالی گئی ہے. چونکہ معشوق بھی ایک تصانیف میں شامل انشائیوں پر خوبصورت انداز میں جائزہ لیا ہے..

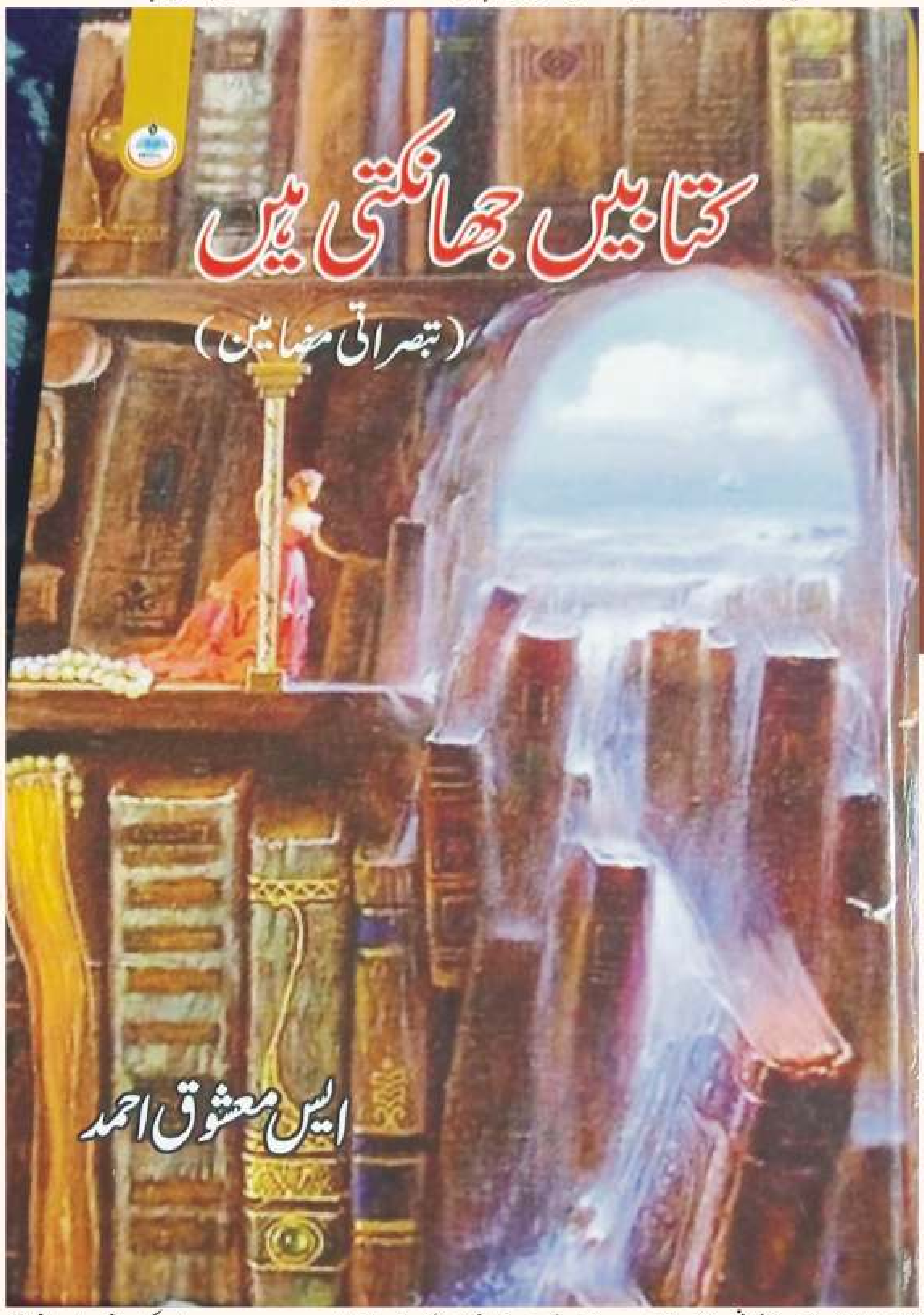

"ہوائیاں" منور عثمانی کا" فرنٹ ابھرتے ہوئے انشائیہ نگار ہیں، لہذا ان جہاں تک افسانہ اور افسانچہ نگاری کی بات ہے تو اس ضمن متعدد کتابوں کا مطالعہ کر کے قارئین تک اختصاراً اپنی بات پہنچائی ہے. افسانہ اور افسانچہ نگاری کے حوالے سے نور شاہ کے" کیسا ہے یہ جنون"، رحیم رہبر کے" حصار" مشتاق مہدی کا" آنگن میں وہ"

اقبال حسن آزاد کا" قطرہ قطرہ احساس"، ڈاکٹر نذیر مشتاق کے افسانچوں کا مجموعہ" تنکے"

راجہ یوسف کا" نقش فریادی"
طارق شبنم کا" گمشدہ دولت"
اشوک پٹواری کا" سلوٹیں
" رقیہ جمال کی" غول" کا عمدہ خاکہ پیش کیا ہے.

اس کتاب میں انٹرویوز کے مجموعوں پر بھی بات کی گئی ہے جن میں نثار احمد صدیقی کے انٹرویوز کے مجموعہ" انطباق" پر بہترین انداز اور الفاظ میں اپنی بات رکھی ہے.

شعری مجموعوں میں علی شیدا کے" لا بہ لا" ڈاکٹر گلزار احمد وانی کا" گردسفر" کا مدلل مگر مختصر انداز میں تاثرات پیش کیے ہیں.

رباعیات کے مجموعوں میں ڈاکٹر مقبول احمد مقبول کے" احساس و ادراک" کا جائے زہ لیا ہے.

زاہد مختار کے اداریوں اور انٹرویوز کا مجموعہ" دستک سی در دل پر"

مزاحیہ مضامین کے مجموعوں میں نشاط یاسمین خان کے" اماں نامہ" کا جائے زہ پیش کیا ہے.

کالموں کے مجموعوں میں ڈاکٹر محمد شفیع آیائی" خرافات"

مضامین اور تبصروں پر مشتمل مجموعوں میں مرزا بشیر شاکر کا" گلرنگ"

ناولوں میں عمیرہ احمد کا ناول" پیر کامل"

تحقیق و تنقید میں ڈاکٹر فریدہ تبسم کی" نقش تنقید" ڈاکٹر فیض قاضی آبادی کی" پروفیسر بشیر احمد نحوی: قدم بہ قدم منزل بہ منزل ایک جائے زہ، طیب فرقانی کی" ابن صفی: کردار نگاری اور نمایندہ کردار" ڈاکٹر فلک فیروز کی" اردو افسانے کے صد رنگ جلوے" طبیب احسن تابش کی" تو تو ہیں میں" زاہد ظفر کی" ترنم ریاض کے افسانوی کا تجزیاتی مطالعہ" ڈاکٹر ریاض توحیدی کے" معاصر اردو افسانہ، تفہیم و تجزیہ، جلد دوم" جیسی مایہ ناز کتابوں پر روشنی ڈالی ہے.

سوانح عمری میں دو بیٹیوں شمع اختر انصاری اور اسما اختر انصاری نے اپنے والد کی سوانح عمری" ابا پیارے" کے نام سے لکھی ہے. اس انمول کتاب کو بھی اپنے انتخاب کا حصہ بنایا ہے.

ڈاکٹر الطاف حسین کی کتاب" تجلیات معرفت" پر بھی نرالے انداز میں روشنی ڈالی ہے.

یوں سرسری جائزہ لینے کے بعد یہ بات چشم کشا اور ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ نہ صرف افسانوی ادب بلکہ غیر افسانوی ادب پر لکھی تخلیقات کے ساتھ شعری ادب، صحافتی ادب اور تنقیدی و تحقیقی ادب پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے....

اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں نہ صرف جنوبی کشمیر بلکہ شمالی اور وسطی کشمیر کے ادیبوں کی کتابوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے. اس میں جنوبی ہند، شمالی ہند، مشرقی ہند سے تعلق رکھنے والے قلمکاروں کی کتابوں کو بھی شامل کیا گیا ہے.

پتے کی بات کہیں تو معشوق کی ادبی معشوقیت میں تمام اصناف کے ساتھ ساتھ تمام ادبی علاقوں سے تعلق رکھنے والے قلمکاروں کی تخلیقات شامل ہیں اور وہ کتابوں سے اس حد تک محبت کرتے ہیں کہ ہر اچھی چیز کی سرہانہ کرتے ہیں اور مضر صحت و ادب والی بات کو طنز و مزاح کے انداز میں قارئین تک پہنچاتے ہیں....

7006108572

غزل

جگدیش ٹھاکر (پرواز)

بھلا اس حال سے بڑھ کر قیامت اور کیا ہوگی
ہے لرزہ خیز ہر منظر قیامت اور کیا ہوگی

ہزاروں بستیاں جگ میں غذاؤں کو ترستی ہیں
ہوائیں کرتی نالہ سر قیامت اور کیا ہوگی

بلندی بھول بیٹھی ہے کہ خم ایک روز ہونا ہے
جھکاتی ہی نہیں ہے سر، قیامت اور کیا ہوگی

شر آباد پر کیوں کر سجائی بستیاں ہم نے
رہا نہ موت کا کچھ ڈر قیامت اور کیا ہوگی

کنول کھلنے سے پہلے ہی مسل دیتے ہیں پتھر دل
نہ گھر محفوظ نہ دفتر قیامت اور کیا ہوگی

سجایا ہر طرف کس نے تماشہ بے حیائی کا
سمجھتا ہے اسے بہتر قیامت اور کیا ہوگی

سفر پرواز لمبا ہے مگر دن مختصر اپنے
ہے کرنا معرکہ یہ سر قیامت اور کیا ہوگی

9596644568

غزل

رفیق عثمانی

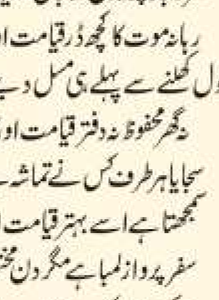

اوپر سے تو صحرا ہوں میں
اندر لیکن دریا ہوں میں

جھوٹوں کو سمجھاؤں کیسے
سچ کہتا ہوں سچا ہوں میں

دنیا کو لگتا ہوں بوڑھا
ماں کہتی ہے بچہ ہوں میں

سب کو منزل تک پہنچانا
کام ہے میرا رستہ ہوں میں

آ کر اپنی پیاس بجھا لے
دیکھ چھلکتا دریا ہوں میں

مجھ پر بھی ہو نظر عنایت
مالک تیرا بندہ ہوں میں

اس کے سوا اے رفیق مجھ کو
سب کہتے ہیں اس کا ہوں میں

کتاب کام۔۔برمحل اشعار/ زبان زد اشعار اور ان کے مآخذ

خلیق الزماں نصرت

اردو ادب میں خلیق الزمان نصرت کی شعری تحقیق کو قابل قدر مانا جاتا ہے انہوں نے عام بول چال کے تقریباً 2 ہزار اشعار کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی برمحل اشعار اور ان کے مآخذ جلد اول اور جلد دوم میں شامل کیا ہے اس حساب سے ان کی یہ تحقیق اولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کی موجودہ کتاب اس تعلق سے برمحل اشعار زبان زدہ اشعار اور ان کے مآخذ جلد دوم ہے جس کے ٹائٹل پر ہی چند اشعار ایسے دیے گئے ہیں جو کتاب پڑھنے والے کو پہلی نظر میں ہی اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے

آپ بھی ان میں سے کچھ پڑھ دیں

زندگی کہتے ہیں کس کو موت کس کا نام ہے مہربانی اپ کی نا مہربانی آپ کی۔ پیارے صاحب رشید خانہ جاوید صفحہ نمبر 435

ہم تو ساحل سے چلے پیاز کا تحفہ لے کر
اب زمانہ ہمیں ڈھونڈا کرے دریا لے کر
راقم لکھنوی شعرائے بنگالہ صفحہ نمبر 352

ہنر سے تو خالی ہیں دنیا میں لاکھوں
مگر عیب سے کوئی خالی نہیں ہے۔ سالک رامپوری

نشیمن پہ نشیمن اس قدر تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بیزار ہو جائے
سعید شہیدی شفق صفحہ نمبر 23

نورِ حق شمع الہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون
مولانا اسلم جیراجپوری تاریخ جیراج پور صفحہ نمبر 42

اس طرح کے بیشتر اشعار جو اس کتاب میں شامل کیے گئے ہیں وہ عام بول چال تحریر و تقریر میں استعمال ہوتے ہیں لیکن شعر پڑھنے والا یا لکھنے والا اس سے واقف نہیں رہتا کہ وہ کس شاعر کا شعر ہے انہیں اپنے مفہوم کو پر اثر بنانے کے لیے ایسے اشعار کی ضرورت پڑتی ہے یا ایک شعر کسی چوڑی تقریر کے بنسبت زیادہ موثر ہوتا ہے۔

اب ہم اگے کے ورق میں چند اشعار دیکھیں گے جو واقعی ابھی تک کسی نے نہیں کہا ہے کہ یہ شعر فلاں کا ہے۔ بولی اماں محمد علی کی جان بیٹا خلافت پر دے دو اب تک کی تحقیق میں مذکورہ شعر کو یاسین نامی ایک شخص کے نام منسوب کیا جاتا ہے۔ نصرت صاحب کہتے ہیں کہ یہ شعر طاہر مرادابادی کا ہے اور اس کا ثبوت وہ شاہجہان آباد کے تذکرے سے دیتے ہیں حالانکہ وہ دنیا دور آزادی نمبر کے صفحہ نمبر 36 پر مذکورہ شعر یاسین کے نام سے ہے مگر یہ معتبر نہیں ہے اسی طرح کا ایک دوسرا شعر ہے اس نے پہلے سر کا پھر نکا مبا پھر کہا اس طرح کا کی جاتی سے مشکل ہے لکھنے کے دیے

کچ کہا ہے تو اس کے شاعر کا پتہ کسی نے نہیں لگایا تھا لیکن نصرت صاحب اپنی کتاب میں حیات صفحہ نمبر 80 کے حوالے سے بتایا ہے کہ یہ امیر حسن کا شعر ہے انہوں نے بتایا ہے کہ وہ ہردوئی میں ایگزیکٹو زراعت تھے اس سے زیادہ ان کی معلومات دستیاب نہیں دیتے ہیں ممکن ہے کہ ان کے بارے میں کچھ اور معلومات جا سکیں تو ہمیں پتہ چل جائے گا کہ یہ امیر حسن کون ہیں جنہیں مراد آباد ہوتا ہے لیکن جگر لکھنوی نے ان کو اپنا نام نواب بہادر علی خان جگر لکھنوی تھا وہ جلال لکھنوی کے شاگرد تھے اور عہدے پر فائز تھے

ان کا شعر ہے
جو نہ سمجھے نا سمجھو پھر اس کو سمجھاتے ہو کیوں
ساتھ دیوانے کے دیوانے بنے جاتے ہو کیوں

یہ بات مشہور بھی ہے کہ دیوانوں کو سمجھا کے کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اسی بات کو جب شعر میں کہہ دیا جاتا ہے تو وہ شعر لاجواب ہو جاتا ہے اس شاعر کے تعلق سے بھی نصرت صاحب نے مختصر سا تعارف کرایا ہے ایسے تعارف کو دیکھ کر ان کا یہ خیال بالکل صحیح لگتا ہے کہ یہ کتاب شعروں کی ڈکشنری ہے لوگ اسے پہلے شعر کس کا ہے جاننے کے لیے استعمال کریں گے اس کے بعد پھر انہیں اگر موقع ملا تو ان کے حالات پڑھ لیں گے اسی لیے انہوں نے پہلی جلد میں تقریباً 200 صفحات پر اشعار اور حالات دیے ہیں اس کے بعد کسی تھیسس کی طرح سے نئے عنوانات قائم کر کے اس پر معلومات دی ہے جو اپنے طرز کا انوکھا طریقہ ہے یہاں بھی ان کے ذہن میں وہی بات کارفرما ہے کہ یہ شعروں کی ڈکشنری ہے

اسیے ہم ان کی تحقیق کیے گئے اشعار کو اپ کے گوش گزار کراتے ہیں

دشت میں قیس نہیں کوہ پہ فرہاد نہیں
ہے وہی عشق کی دنیا مگر آباد نہیں باد مشرق صفحہ نمبر 515 شاعر ساغر نظامی

میر سوز کے یہ اشعار

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوئے
اردو شعرا کے تذکرے صفحہ نمبر 382

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند
جو گناہ کیجیے ثواب ہے آج
راسخ دہلوی

راسخ کی فاقہ مستی سے اللہ کی پناہ
کھاتا ہے سوکھے ٹکڑے بھگو کر شراب میں دیوان راسخ
صفحہ نمبر 165

برسوں سے کان میں ہے قلم اس امید پر
لکھوائیں مجھ سے خط مجھے خط کے جواب
روحی لونکی
غلط ہے کل تک جواب
محبت کا لکھنا جاوید صفحہ نمبر 552
کس لیے کیجئے تھوڑی ہی میاں
باندھنے کھینچنے کا چاہیے
تذکرہ صفحہ نمبر 114
ابھی جو وہ کیسی
جو مفلس ہو ساپارسا ہو گیا

صاحب عالم مرزا عبدالغنی گورکانی ارشد

اس تحقیق میں جہاں انہوں نے پرانے سے پرانے شعرا جیسے اشا آشفتہ ابن انشا بزم اکبر آبادی بقا اکبر آبادی محمد اسماعیل بیتاب بیگم جانی کہ برمحل اشعار حالات کے ساتھ دیے ہیں وہیں جدید رنگ میں کہنے والے شعرا کو بھی فراموش نہیں کیا ہے ان میں سے چند نام یہ ہیں افضل کی رت پوری افسر ماہ پوری انور جلال پوری اقبال عظیم صوفی غلام مصطفیٰ تبسم فرحت احساس سیف الدین سیف سلیم کوثر جیسے شعرا کو بھی شامل کیا ہے

اسی طرح جہاں انہوں نے بہت ہی معروف اشعار پیش کیے ہیں وہیں کم مشہور اشعار کو بھی شامل کیا ہے دیکھیے یہ لسٹ

یہ جبر بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظروں نے لمحوں نے خطا کی تھی
صدیوں نے سزا پائی
مظفر رزمی لمحوں کی خطا صفحہ نمبر 67 ادمی بلبلا ہے پانی کا
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
رضا تھانیسری یہ شعر بہت مشہور ہے مگر اس کا شاعر اتنا مشہور نہیں ہے

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا
اقبال ساجد صفحہ نمبر 208
جسے ہو سکے سو وہ گرتے ہیں کسی کو وہ بناتے ہیں حسن
دیتا ہے شرارت آپ جاتی ہے
نصرت صاحب نے شرارت پبلیک نوٹ لگایا ہے کہ یہ شعر
شرارت کی جگہ ذکاوت کی جگہ پڑھا جاتا ہے
مشرکین بھی تو دیکھنے کو اعمال نہ داد
جس مال کے تاجر تھے وہی مال نہ داد
شہر کار غزل صفحہ نمبر 286 حالانکہ ماجس لکھنوی کا شعری مجموعہ بہت پہلے شائع ہوا تھا نصرت صاحب نے پڑھا بھی ہوگا لیکن انہوں نے اس کے سامنے شاہکار غزل نام کی ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے جو نامناسب ہے

خیر بدنام تو پہلے بھی بہت تھے لیکن
تجھ سے ملنا تھا کہ پر لگ گئے رسوائی کے کلیات احمد مشتاق صفحہ نمبر 99

اشعار میں بہت سے ایسے واقعات انہوں نے درج کیے ہیں جو واقعی لطف دے جاتے ہیں اپ کی یہ بھی خوبی ہے جسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ شان الحق حقی کے ساتھ جب حالات لکھتے ہیں تو اس طرح لکھتے ہیں "کئی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی بھی کیفیت بھلکڑ جیسی تھی سوز نے اپنے کئی اشعار شاگرد رند کو دے دیے تھے مگر جب دونوں کے تعلقات اچھے نہیں رہے تو انہوں نے وہ اشعار واپس لے لیے اسی لیے حسرت موہانی جیسے باشعور فنکار نے سوز کے برمحل اشعار دو چار ہی شائع کیے انہوں نے تذکرے پر بھروسہ نہیں کیا لیکن بعد میں یہ تحقیق ہو گئی کہ مذکورہ بالا بات صحیح ہے۔ نصرت صاحب نے اردو ادب کے گمنام شعرا کے کئی اشعار جو مشہور ہیں ان کو بھی شامل کیا ہے دیکھتے چلیں

یہ کہہ دو جا کے واعظ سے اگر سمجھانے آئے ہیں
کہ ہم دیر و حرم سے ہو کے پھر میخانے آئے ہیں
کرشن چندر حیرت گونڈوی فن اور شخصیت رسالہ صفحہ نمبر 42

شاعر مشہور نہیں ہے۔ ان کا تو لوگ نام بھی نہیں جانتے ہیں۔ 1914 میں ان کی پیدائش گونڈا میں ہوئی تھی اصغر گونڈوی کے ہم عصر تھے اس کتاب میں بھی نصرت صاحب نے۔ بہت زیادہ گمنام شاعروں کے مشہور اشعار کو شامل کیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مطالعہ بڑا وسیع ہے اور بڑی محنت سے اس کام کو انجام دے رہے ہیں علم ایک سمندر ہے۔ جس کے اندر بے انتہا خزانے چھپے ہیں لوگ ان خزانوں کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کچھ اس کوشش میں کامیاب بھی ہوتے ہیں اور کچھ ناکام بھی رہ جاتے ہیں۔ علم کی شاخ ادب ہے اور ادب کے مختلف اصناف ہیں تحقیق ایک صنف ہے ان اصناف پر کام کرنے والے کبھی نہیں یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے کام مکمل کر لیا ہے یہ ایک خام خیالی ہے کہ آگے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے انسان کی زندگی مکمل نہیں ہے اس لیے اس کا کوئی بھی کام مکمل نہیں ہو سکتا کیا ایسا کوئی شخص ہے جو کہے کہ فن شاعری میں غزل پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اب اسے مکمل سمجھ کر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے یا ادب میں۔ بہت سے افسانے لکھے جا چکے ہیں اب مزید افسانے لکھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خیال سے خلیق الزمان نصرت صاحب برمحل اشعار پر جو کام کر رہے ہیں اس پر ان کے ہی لفظوں میں بہت کچھ کیا جانا ابھی باقی ہے اس بات کے لیے ان کی ہمت افزائی ہونی چاہیے میرے اس پاس بھی بہت سے ایسے اشعار ہیں جو مقبول ہیں لیکن ان کو اب تک ان کا جائز مقام نہیں مل سکا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان کے اس کام کو نصرت صاحب آگے لے جاتے چلیں تاکہ شعرا کرام کو ان کا جائز حق مل سکے آج بھی ہم بہت سے افراد کو عشق اور شراب و شباب پر کہے گئے اشعار پڑھتے ہیں جو اکبر مرادآبادی کے نام سے منسوب ہیں جب کہ وہ اس کے ساتھ قوم و ملت کی باتوں کو علامہ اقبال کے نام سے جوڑ دیتے ہیں اسی طرح طنز و مزاح کے زیادہ تر اشعار اکبر الہ آبادی کو لوگوں کو سنانے رہتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے اگر شعرا کرام نے ان موضوعات پر اشعار کہے ہیں نصرت صاحب انہیں اشعار پر تحقیق کر کے ہم ان تک پہنچانے کا کام کرتے رہے ان کی ہمت افزائی بھی ہونی چاہیے جس کے وہ حقدار ہیں